ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

تفسیر القرآن بالقرآن اور تابعین و تبع تابعین کے اسالیبِ تفسیر

EXEGESIS OF QUR'AN BY QUR'AN AND METHODS OF TĀBIʿIYN WA TABIʿA TĀBIʿIYN

Dr. Noreen Butt
Assistant Professor, Institute of Arabic & Islamic Studies
GC Women University, Sialkot.
Email Id: Noreen.butt@gcwus.edu.pk
Prof. Dr. Hafiz Muhammad Abdul Qayyum
Institute of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore

Abstract

In interpretation of Qur'an, after the Sahaba, there is the rank of the Tabi'in and the Taba'i of the Tabi'in. These are the people in the Muslim Ummah through whom the scholarly and exegetical heritage of the Sahaba reached us. Despite the expansion, development and diversity of the commentary, its principles remained the same as those of the Sahaba, so like the Sahaba, there is great treasure of the exegesis of Qur'an by Qur'an in the exegetical literature. The common people could not understand the depth of its meanings. Therefore, Sahaba, trained by the Prophet (PBUH), and their followers who benefited from them, kept removing the ambiguities of the meanings of the Qur'an based on a specific basis, which has different sources, among which the most important source is exegesis of Qur'an by Qur'an.

The followers of the Qur'an adopted different styles and methods in the interpretation of the Qur'an, these styles included, meanings expressed from the context, the description of complication with other verses, Returning the object to its original root , the appropriation of the general, clarification of the ambiguity, the explanation of the meaning of the words and the determination of the correct meaning from the customs of Qur'an are important. Through these methods, they interpreted the Qur'an. In this article these technics and methods of exegesis of Qur'an by Qur'an have been discussed.

قرآن امت محمدی پر اللہ ذی العزو الشان کا احسان عظیم اور عنایت کبریٰ ہے۔ یہ حبل متین [1] ذکرِ حکیم اور وسیلہ ناجحہ ہے۔ اس نعمت سابغہ سے اس امت نے خیر الامم کا مقام پایا، دنیا میں خلق کے لیے خالق کا دستور اور اہل الارض کے لیے یہ سماوی ہدایت دنیا میں باعثِ فیض و فلاح اور روزِ قیامت سببِ شفاعت ہو گی۔[2]

یہ کلام معجز نبی کریم ﷺ کی آیتِ عظیمہ اور حجتِ قائمہ ودائمہ ہے۔ ایجازِ الفاظ، بلاغتِ معانی اور حسنِ نظم ہر سہ جہت سے یہ کلام باہرہ ایک شاہکار ہے، مگر اس کی وجہِ اعجاز صرف فنونِ ادبیہ ولغویہ کی براعت نہیں، بلکہ مباحث ومضامین اور علوم ومعارف کی جامعیت بھی ہے۔ عقائد، عبادات، آدابِ معاشرت، اخلاق وسیاست اور اصولِ معیشت غرض کہ علوم کا بحرِ وافر اس میں سمو دیا گیا ہے، انسانی زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ نہیں، یہ کلامِ جامع ہمہ پہلوہائے زیست کو محیط ہے۔﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾۔[3]

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"ہم نے اس کتاب میں کسی چیز میں کوتاہی نہیں کی"۔

لیکن تبیاناًلکل شیء[4] ہونے کے باوصف اس کے اسرارِ بدیعہ اور مفاہیمِ رفیعہ کا ادراک تاٴمل وتدبر ہی سے ممکن ہے، چنانچہ اللہ نے ہمیں فکروتدبر اور معرفتِ معانی کا حکم دیا ہے﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[5]۔

"(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں"۔

تدبر و تفکر کے نتائج ہی منتج ہو کر تفسیرِ قرآن کی صورت میں سامنے آتے ہیں جو منشائے ربانی اور احکامِ شریعت جاننے کا ذریعہ ہے،اسی کے پیشِ نظر اللہ نے مومنین پر احسان فرماتے ہوئے جہاں صاحبِ کتاب پر آیاتِ قرآن کا نزول کیا وہاں اس کے مفہوم کا القاء بھی قلبِ اطہر پر فرمایا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں نہ صرف الفاظِ قرآن بنی نوع انسان تک پہنچائے بلکہ اس کے معانی کی وضاحت بھی فرمائی،

﴿لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا۟ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ﴾[6]

"اللہ نے مومنین پر احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کے سناتے،اور ان کو پاک کرتے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے"۔

صحابہ کرام کو در پیش مسائل اور تدبر و تغیرِ حالات کے نتیجے میں ان کے استفسارات کے جوابات،وہ تفسیرِ نبوی ہے جس سے اصحابِ رسول ﷺ نے اپنے فہم و فراست سے علمِ وحی کا بحرِ وافر حاصل کیا صحابہ کرام ہی وہ عظیم ہستیاں ہیں جن کے سامنے اور جن کے معاملات سے متعلق آیات نازل ہوئیں مزید برآں صرف انہی کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ قرآن ان کی فصیح و بلیغ زبان میں نازل ہوا جس کی بلاغت کے رموز واسرار،اسالیب و تراکیب کے حِکَم اور لغت کا ادراک ان سے زیادہ کسی اور کو نہیں تھا ۔شریعت کا اوّلین ماخذ ہونے کی حیثیت سے،فہم قرآن کی ضرورت اور اس کے ابلاغ کی اہمیت کے سبب عہدِ صحابہ میں تفسیرِ قرآن اور اس کی آیات سے قیمتی دُررِ علمی کے اخذ پر خصوصی توجہ دی گئی۔اس عہد میں بعض نفوس اس جدوجہد میں بہت نمایاں نظر آتی ہیں جس کے نتیجے میں تفسیری حلقے قیام پذیر ہوئے جن میں مکہ میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ ،مدینہ میں حضرت اُبیؓ بن کعب اور عراق میں عبداللہؓ بن مسعود کے حلقہ ھائے تفسیر طالبانِ علم کو سیراب کیا۔

علم تفسیر میں تابعین کرام نے عظام صحابہ سے براہِ راست کسبِ فیض کیا۔عہد صحابہ میں بلادِ اسلامیہ میں قائم ہونے والے تفسیری مراکز خصوصاً مکہ، مدینہ منورہ اور عراق کے مدارس میں تابعینؒ کی کثیر تعداد جلیل القدر مفسرین صحابہ رسول سے مستفید ہوئی جن میں مجاہدؒ بن جبرؒ،سعیدؒ بن جبیرؒ،عکرمہؒ مولیٰ ابن عباسؓ،عطاءؒ بن ابی رباح،طاؤوسؒ بن کیسان،ضحاکؒ بن مزاحم الھلالی،علقمہؒ بن قیس النخعی،الاسودؒ بن یزید،قتادہؒ بن دعامہ السدوسی،حسنؒ بصری،مرہؒ ھمدانی،عامرؒ الشعبی عطاءؒ الخراسانی،مسروقؒ بن الاجدع،عبدالملکؒ،بن عبدالعزیز بن جریج،مقاتلؒ بن سلیمان،الربیعؒ بن انس، اسماعیلؒ بن عبدالرحمن السدي ،زیدؒ بن اسلم،ابوالعالیہ رفیعؒ بن مھران الریاحیؒ اور محمدؒ بن کعب القرظی کے نام قابل ذکر ہیں۔اسی طرح تابعین سے تبع تابعین نے تحصیلِ علم کیا،جن میں سفیانؒ بن عیینہ،عبدالرحمٰنؒ بن زیدؒ بن اسلم،شعبہؒ بن الحجاج، عبدالرزاقؒ ،عبد بن حمید،ابو بکر بن ابی شیبہؒ تفسیر کے میدان میں اہم مقام کے حامل ہیں۔اس زمانہ میں اسلامی ریاست کی سرحدوں کے پھیلاؤ کے ساتھ اور اہل عجم کے داخلِ اسلام ہونے سے علومِ اسلامیہ خصوصاً تفسیر قرآن میں بہت وسعت آئی،اس کا سبب شاید حلقہ بگوش اسلام ہونے والے غیر عربوں کا اپنے دین کو سمجھنے کا شوق وجذبہ تھا،جس کا منبع اوّل قرآن تھا،مزید برآں ان کے ثقافتی وتمدنی اور جغرافیائی حالات کے سبب جنم لینے والے مسائل،جن کا حل شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں مطلوب تھا ان کا مأخذِ اوّل بھی قرآن ہی تھا،چنانچہ قرآن میں فکروتدبر کی ضرورت بڑھی تو تفسیرِ قرآن کا دائرہ بھی وسیع ہوا،مگر تابعین کا منہجِ تفسیر تقریباً وہی رہا جو صحابہ کرام کا تھا۔ان کی تفسیر کا اولین مصدر ومرجع قرآنِ کریم ہی تھا۔ان سے منقول تفسیر پر نظر ڈالیں تو تفسیر القرآن بالقرآن کی متعدد مثالیں اس بات کی توثیق کرتی ہیں کہ تابعین نے اس طرز(طریق) تفسیر کو خصوصاً ملحوظ رکھا۔

Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

تفسیر القرآن بالقرآن میں تابعین کے مسالک

قرآن سے قرآن کی تفسیر میں تابعین کے کئی ایک مسالک تھے[7]۔ یہ افتراقِ مسلک مختلف مدارسِ تفسیر کے درمیان ہی نہیں، بلکہ ایک ہی مرکزِ تفسیر کے افراد کے مابین بھی موجود تھا، جیسے کہ مکہ کے تفسیری مکتب کے اصحاب کا تباین مسلک جو اس مصدر (قرآن) سے تفسیر میں نظر آتا ہے۔ مجاہدؒ بن جبر، عطاءؒ بن ابی رباح، عکرمہؒ مولی ابن عباس، سعیدؒ بن جبیر اور طاؤس بن کیسان وغیرہ ابن عباس □ کے معروف شاگرد تھے جن میں تابعی مجاہدؒ جو طبقہ تابعین میں رئیس المفسرین شمار ہوتے ہیں ابو نعیم اصفہانی، فضل بن میمون سے مجاہدؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے تیس مرتبہ حضرت ابنِ عباس سے قرآن پڑھا[8]، انہوں نے اس مدرسہ تفسیر کے اصحاب میں سب سے زیادہ اس طریق پر تفسیر کی، وہ ایک آیت کا ذکر کرتے، پھر اس آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کرتے کہ پہلی میں جو اشکال تھا وہ اس سے زائل ہو جائے جیسے کہ سورہ المطففین کی آیت ﴿كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾[9] کی تفسیر میں علامہ طبریؒ مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں[10] کہ انسان گناہ کرتا ہے اور وہ گناہ اس کے دل کو محیط ہو جاتا ہے حتٰی کہ گناہ اس پر غالب آجاتے ہیں جیسے سورہ بقرہ میں ارشاد ہے ﴿ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾[11]۔ یا پہلی آیت کے اصولی حکم یعنی اس کے عموم یا خصوص وغیرہ کی وضاحت کر دے تفسیر بالقرآن کی یہ تمام صورتیں اجتہاد سے تعلق رکھتی ہیں۔ عکرمہؒ کا منہج بھی مجاہدؒ سے ہی ملتا تھا۔ سعیدؒ بن جبیرؒ کی تفسیری روایات پر غور کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ عموماً آیاتِ احکام کی تفسیر بیان کرتے، یوں ان کا منہج فقہی تھا[12] ساتھ ہی قراءات کی طرف خصوصی توجہ بھی تھی، ابو بکرؒ بن ابی داؤدؒ سے روایت ہے کہ صحابہ کے بعد ابو عالیہؒ سے زیادہ قراءۃ کا عالم کوئی نہ تھا، ان کے بعد سعید بن جبیرؒ، پھر سدیؒ اور پھر سفیان ثوریؒ۔[13]

سعید بن جبیرؒ نے قراءۃ سے بھی آیات کے معانی کو واضح کیا ہے۔[14] عطاءؒ بھی قرآن کے احکام بیان کرتے، مگر ان کی تفسیر کا دائرہ حج کی آیات کے ساتھ مخصوص تھا۔

بصرہ کے آئمہ کی طبائع تفسیر پر وعظ کا غلبہ تھا جس کا پَرتو ان کی تفاسیر میں نظر آتا ہے، حضرت حسن بصریؒ کی تفسیر بالقرآن کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جن آیات کے اجمال کو قرآن ہی کی دوسری آیت سے بیان کیا یا کسی عموم کا خصوص کسی آیت سے واضح کیا وہ زیادہ تر آیات وعد و وعید ہی ہیں جن کا موضوع وعظ سے تعلق رکھتا ہے، نیز ان کی کثیر منقولات کا تعلق اشارہ کے باب سے ہے کہ وہ آیت مفسَّرہ کا ذکر کرتے مگر اس کی مفسِر آیت کا صراحتاً ذکر کرنے کی بجائے محض اس کے مفہوم کے بیان پر ہی اکتفا کرتے، جیسے کہ قول باری تعالیٰ ﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ﴾[15]۔ کی تفسیر میں حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے

ابتلاه بالكوكب فرضى عنه وابتلاه بالقمر فرضى عنه وابتلاه بالشمس فرضى عنه وابتلاه بالنار فرضى عنه وابتلاه بالهجرة وابتلاه بالختان۔[16]

"ان کو آزمایا ستاروں سے پس اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کو چاند سے آزمایا اور ان سے راضی ہوا اللہ ان کو سورج سے آزمایا اور ان سے اللہ راضی ہوا اور ان کو آگ سے آزمایا تو ان سے راضی ہوا اور ان کو ہجرت اور ختنہ کی آزمائش میں ڈالا گیا"۔

یہاں انہوں نے آیات بیان کیے بغیر تفسیر بیان کر دی ہے۔ ان کا ایک یہ طریقہ بھی تھا کہ آیت مفسَّرہ کی وضاحت کیے بغیر دوسری آیت جو اس کی باین ہوتی اس کی تلاوت فرما دیتے، یوں آیاتِ وعد و وعید ہی کی زیادہ تر تفسیر بیان کرنا، اور رمز و اشارہ کا اسلوب ان کے منہجِ وعظ پر دلالت کرتا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن میں تابعین و تبع تابعین کے اسالیب

تابعین و تبع تابعین نے تفسیر القرآن بالقرآن میں متعدد اسالیب و طریقوں سے کام لیا، جن میں سے بعض اسالیب کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

ا۔ نظائر القرآن

تابعین کی تفسیر میں یہ نوع بہت زیادہ ملتی ہے۔ مفسرین ایک آیت کی قرآن ہی سے نظیر پیش کرتے جو اس سے زیادہ واضح ہوتی تنظیر آیات کی دو صورتیں تھیں۔

ا۔ ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے جو بعض الفاظ اور معنی میں پہلی کے قریب ہوتی، کی جاتی، آیات کا یہ باہمی تناظر کبھی صریح ہوتا جیسے کہ قولِ باری تعالیٰ ہے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾[17]۔

"تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اس نے تمہیں زندگی بخشی، پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے"۔ میں اللہ کی الوہیت سے انکار کرنے والوں کے رد کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ انسان مردہ تھا یعنی اس کا کوئی وجود نہ تھا پھر اس کو زندگی بخشی پھر اس کو موت دی جائے گی اور اس کے بعد پھر زندہ کرکے اٹھایا جائے گا یوں دو زندگیوں کے ساتھ دو دفعہ موت کا ذکر ہے گویا موت کا لفظ عدم کے لئے آیا ہے چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں تابعی مجاہدؒ وضاحت فرماتے ہیں کہ تم کچھ نہ تھے جب اس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دے گا موت حق پھر تم کو زندگی دے گا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ﴾[18]" ہے۔[19]"تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا "اور بعض اوقات مفسر صرف دوسری آیت کی طرف اشارہ کر دیتا ہے، بغیر اس تصریح کے کہ اس آیت کا معنی و مفہوم اس آیت کے مثل ہے، جیسے کہ قول باری تعالیٰ ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴾۔[20]"وہ کسی کا اختیار نہیں رکھیں گے سوائے اس کے جس نے رحمٰن سے اقرار لے رکھا" کے مفہوم کی وضاحت تابعی قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ سے شفاعت کا اقرار اس کی اطاعت کے ذریعہ سے ہوگا جیسے اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے ﴿لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴾[21]۔تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ قیامت کے دن مومنین میں سے بعض کے لیے بعض کی شفاعت قبول فرمائے گا[22]۔اس طرح روزِ قیامت شفاعت کی بحث کو اس کی مثل آیت سے بیان کیا ہے۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک آیت کی دوسری ایسی آیت سے تفسیر بیان کی جائے جس میں موضوع وہی ہوا گرچہ الفاظ مختلف ہوں۔ اکثر تابعین نے اس طریقِ تفسیر کو اپنایا اس کی بہت سی امثلہ تفاسیر میں ملتی ہیں، مثلاً آیت قرآنی ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾[23]۔کی تفسیر میں عکرمہؒ اور حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنی دعا بلند آواز سے پڑھتے، اور اس سے مشرکین مکہ کو یہاں تک غصہ آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اپنی نماز کو چھپایا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اسی طرح سورہ اعراف میں فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴾[24]۔[25]یہاں پر لفظ مختلف ہیں اوّل الذکر آیت میں صلاۃ کا لفظ ہے جو خاص طور پر نماز کے لئے آتا ہے جب کہ سورہ اعراف کی آیت میں ذکر کا لفظ ہے جو عام ہے
۔

۲۔ سیاق قرآنی سے تفسیر

تابعین کے ہاں قاعدہ سیاق کی رعایت بہت عام ملتی ہے، وہ تفسیر طلب آیت کے ما قبل اور ما بعد سے اس آیت کے ربط کی وضاحت کرکے مفہوم بیان کرتے ہیں ۔ بعض اوقات قابل تشریح امر کا بیان اسی آیت کے اندر ہی موجود ہوتا ہے اور کبھی آیت کے سیاق وسباق میں آیات کے مجموعے سے مقصود کا فہم حاصل ہوتا ہے ،تابعین کی تفسیر القرآن بالقرآن کے سلسلے میں اس کی متعدد امثلہ ملتی ہیں جیسے کہ سورۃ آلِ عمران کی آیت ﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ ﴾[26]۔ کی تفسیر مجاہدؒ، قتادہؒ اور حسنؒ بصری سے منقول ہے کہ مقامِ ابراہیم آیاتِ بینات میں سے ہے۔[27]جیسے کہ آیت کے اندر ہی اگلے حصہ میں ﴿مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ﴾[28]۔آیت کے سیاق سے معنٰی کے بیان کی ایک مثال قتادہؒ کی ایک روایت جسے سورت البلد میں لفظ العقبۃ کی تفسیر میں علامہ طبریؒ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد غلام آزاد کرنا اور بھوکے کو کھانا کھلانا ہے جو بعد والی آیات میں مذکور ہے[29] ۔
اسی طرح قولِ باری تعالیٰ ﴿وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾[30]۔کی تفسیر کرتے ہوئے مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ان کو ان کے اس افترا نے فریب دیا کہ ﴿لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ﴾۔اس جھوٹی گھڑی ہوئی بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے شروع میں کیا ہے۔

۳۔ مجمل کا بیان

مجمل سے مراد وہ کلام جس کی تفصیل نہ ہو اور بیان کی حاجت ہو۔[31] اجمال کی متعدد اسباب ہو سکتے ہیں جیسے اشتراکِ لفظی یعنی لفظ میں ایک سے زیادہ معانی کا احتمال[32] یہ اجمال کا بڑا سبب ہے[33]، کلام کا مبہم ہونا یعنی اس کے مقصود و مراد کی حدود کا تعین نہ کیا گیا ہو[34] قرآن میں بعض موضوعات بعض مقامات پر اجمالاً بیان ہوئے ہیں، مگر دوسرے مقام پر ان کا تفصیلی بیان بھی موجود ہے۔ قرآن سے قرآن کی تفسیر کرنے والا مفسرِ مجمل آیات کی تفسیر کے لیے قرآن ہی کی ان آیات میں غور وخوض کرتا ہے جو اس اجمال

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

کو بیان کریں۔ تفسیر القرآن بالقرآن کی یہ نوع بہت وسیع ہے جس کی متعدد جہات ہیں۔ تابعین و تبع تابعین سے منقول تفسیر القرآن بالقرآن میں اس طریق کے تقریباً تمام پہلوؤں پر تفسیر کی مثالیں ملتی ہے، اس نوع کی اہم صورتیں اور تفسیر تابعین و تبع تابعین سے ان کی امثلہ حسبِ ذیل ہیں:

ا۔ تفسیر بالمثال

کسی موضوع کی مختلف صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو اس اجمال کا بیان قرار دینا جیسے کہ قولِ باری تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ﴾[35]۔ میں جس روک کو ناپسند کیا ہے اس کے بارے میں مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں زبردستی وراثت سے محروم کرنے کو حرام قرار دیتے ہوئے متوفی کے ورثاء کو، اس کی بیویوں کو وراثت اور ان کی ملکیت میں موجود مال کے حصول کے لئے نکاح سے روکنے کی ممانعت فرمائی ہے جیسے کہ سورت بقرہ میں طلاقِ رجعی کی صورت میں عدت گزر جانے کے بعد مطلقہ عورت کے گھر والوں کو اسے دوبارہ اسی شخص سے نکاح کرنے سے روکنے سے منع فرمایا ہے گویا پہلی آیت میں جس عضل کو ممنوع کیا ہے وہ سورت بقرہ کی آیت[36] میں مذکور عضل کی مثل ہے[37]۔

عضل کی مختلف صورتیں ہیں مجاہدؒ اس کی ایک صورت کو اس آیت کے مجمل کا بیان قرار دیتے ہیں اور وہ عورتوں کو نکاح سے روکنا ہے جس کا ذکر سورۃ بقرہ کی آیت میں ہے۔

ب۔ مجمل کو مبیّن پر محمول کرنا

ایک آیت کے تفصیلی بیان کو دوسری آیت کے مجمل کی تفسیر قرار دینا جیسے کہ مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) سے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾[38]۔ کی تفسیر میں اولین انسان کی تخلیق جو مٹی سے ہوئی بعد ازاں نسلِ انسانی کی خلقت کے مختلف مراحل ابتداء سے تکمیل تک نطفہ، علقہ، مضغہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔[39] یوں انہوں نے ان تمام آیات[40] پر اس مجمل آیت پر محمول کی کیا ہے جن میں تخلیقِ انسانی کے مختلف مراحل بیان ہوئے ہیں۔

ج۔ شے کو اس کے قاعدہ عامہ یا اس کی اصلِ کلی کی طرف لوٹانا

بیانِ مجمل ہی کی ایک صورت یہ ہے کہ مفسر کسی آیت کے بارے میں یہ کہے کہ یہ آیت دوسری آیت کے اجمال کا بیان ہے، اور یہ کہنا کسی اصول پر مبنی ہو جیسے کہ قولِ باری تعالیٰ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ...﴾[41]۔ کے بارے میں مجاہدؒ سے روایت ہے کہ یہی مفاتح الغیب ہیں جیسا کہ سورہ الاعراف میں بیان ہوا ہے ﴿وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾[42]۔[43] کہ اللہ کے سوا کوئی ان کا علم نہیں رکھتا اور سورہ لقمان کی اس آیت میں بھی انہی امور کا ذکر ہے جن کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ گویا وہ اول الذکر امور کو اصلِ کلی کی طرف لوٹا رہے ہیں۔

۴۔ عام کی خاص کے ساتھ تفسیر

تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک اہم نوع عام کی تخصیص ہے یعنی مفسر کسی آیت کے ظاہراً عام مفہوم کو دوسری آیت کے خاص حکم پر محمول کرتا ہے تفسیرِ تابعین و تبع تابعین میں اس کی کثیر مثالیں ملتی ہیں، مثلاً قولِ باری تعالیٰ ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾[44]۔ میں انفاق کے لفظ عام ہے جس میں ہر طرح سے مال خرچ کرنا شامل ہے جب کہ مجاہدؒ (م ۱۰۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ کی محبت میں مساکین، یتامیٰ اور قیدیوں کو کھانا کھلانا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾[45]۔ یوں قرآن ہی سے انہوں نے پہلی آیت کے عام کے مخصص بیان کیا ہے کہ انسان کامل نیکی تبھی حاصل کر سکتا ہے جب وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلائے۔

۵۔ لوازم سے تفسیر (تفسیر باللوازم)

تفسیر باللوازم سے مراد یہ ہے کہ مفسرِ کسی آیت کی تفسیر کو جو اس کا اصل موضوع بحث ہو صراحت سے ذکر کرنے کی بجائے کسی دوسری آیت سے اس کے لوازم میں

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سے کچھ ذکر کر دیتا ہے۔تابعین وتبع تابعین نے تفسیر القرآن بالقرآن کے جو اسالیب اختیار کیے ان میں ایک تفسیر باللوازم بھی تھا، مثلاً قولِ باری تعالیٰ ﴿وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ﴾[46]۔کی تفسیر بالقرآن کرتے ہوئے تابعی مجاہدؒ نے اس کا سبب سورت الرحمٰن کی اس آیت سے بیان کیا ہے[47] ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ﴾[48]۔" مجرم اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔"یوں مجاہدؒ (م۱۰۴ھ) نے وضاحت کی ہے کہ مجرموں سے ان کے گناہوں کی بابت عدم سوال سے یہ لازم ہے کہ ان کی کوئی علامت ونشانی ہوگی جو ان کے جرموں کو ظاہر کرے تاکہ ملائکہ کو ان سے سوال کی حاجت نہ ہو۔سو مجرمین نیلے وسیاہ چہروں والے ہوں گے اور ملائکہ ان کو پہچان لیں گے اور ان سے ان کے گناہوں سے متعلق سوال نہیں کریں گے۔

۶۔مبہم کی توضیح

تابعین تفسیر القرآن بالقرآن میں جن طریق پر چلے ان ایک طریق ایک آیت کے ابہام کی دوسری آیت سے وضاحت ہے، جیسے کہ مجاہدؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے سورۂ توبہ کی آیت ﴿وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ﴾[49]۔"اور کچھ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کے حکم پر موقوف ہے"کی تفسیر اس آیت سے کی ﴿الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾[50]اور فرمایا کہ یہ وہ تین افراد ہیں جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے ھلالؓ بن امیہ، مرارہؓ بن ربیع اور کعبؓ بن مالک۔[51]یوں انہوں نے اس ابہام کو دور کر دیا ہے جو کلمہ آخرون سے پیدا ہوتا ہے اور دوسری آیت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد وہ تین لوگ ہیں جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے ہیں، یعنی ہلال بن امیہؓ، مرارہ بن ربیعؓ اور کعب بن مالکؓ۔

۷۔لفظ کے معنیٰ کا بیان

تفسیر تابعین میں یہ نوعِ تفسیر بہت عام ہے۔اکثر اوقات آیت کا مفہوم اس لیے واضح نہیں ہوتا کہ اس میں کسی لفظ کے معنی معلوم نہیں ہوتے، ان کے بیان سے مقصودِ آیت کھل کر سامنے آجاتا ہے۔عہد تابعین چونکہ عہد صحابہ کی نسبت نبوت سے دور تھا اور زبانِ عرب میں کافی تبدیلیاں آچکی تھیں، چنانچہ تابعین کی تفسیر بالقرآن میں یہ نوع بہت زیادہ ملتی ہے جیسے کہ حسن بصریؒ (م۱۱۰ھ) قول باری تعالیٰ ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾[52] " وہ دن آکر رہے گا جس دن زلزلہ ہوگا"کا مطلب وہ دن ہے جب دو دفعہ صور پھونکنا مراد لیتے ہیں اور انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی جو معنیٰ کو مزید واضح کرتی ہے۔

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾[53]۔

" اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں میں اور جو زمین میں ہوں گے، مر کر گر جائیں گے مگر جسے اللہ نے چاہا، پھر اس میں دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے"۔

اسی طرح قتادہؒ نے اس نوع کو بہت استعمال کیا ہے اور ان کے تفسیری ورثے میں بھی بہت سی امثلہ ہمیں ملتی ہیں جیسے کہ سورۂ بقرہ کی آیت ﴿وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً﴾[54]۔کی تفسیر میں فرماتے ہیں" جعل ﴿السَّمَآءَ سَقْفًا﴾"[55]۔اور واضح کر دیا کہ پہلی آیت میں لفظ بناء کا مطلب سقف ہے۔

یہ نوع تفسیر القرآن بالقرآن تابعین وتبع تابعین کے ہاں بہت کثرت سے استعمال ہوا ہے، بلکہ مفسرین کرام نے جو تفسیر اس منہج پر بیان کی ہے اس میں سب سے زیادہ مواد اس نوع سے متعلقہ ہے۔

۸۔کلیاتِ القرآن (عاداتِ قرآن)

قرآن کریم میں بعض الفاظ یا اسالیبِ بیان ایسے ہیں جو پورے قرآن میں بالکلیہ یا اغلباً ایک ہی مخصوص معنی پر دلالت کرتے ہیں، ان کو کلیات القرآن، استعمالات القرآن یا عادات قرآن کا نام دیا جاتا ہے[56]۔یہ کلی اطلاقات، قرآنی اصطلاحات کو الفاظ واسالیب میں بیان کرتی ہیں اور یہ الفاظ خاص قرآنی اصطلاح بن جاتے ہیں، مگر ان الفاظ واسالیب کو کلیات کی حیثیت استقراء للقرآن کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے، اس لئے ان کے لئے عادات القرآن کی اصطلاح زیادہ مناسب ہے[57]عاداتِ القرآن کی تفسیرِ قرآن

میں بہت اہمیت ہے اور وہ معنی جو استقراء تام سے کسی خاص لفظ یا اسلوب کے لیے مقرر ہو جائیں وہ بلا اختلاف حجت ہیں۔[58] عاداتِ قرآنیہ سے تفسیر بیان کرنا بھی تفسیر القرآن بالقرآن ہی کی ایک نوع ہے۔ صحابہ ؓ اور تابعینؒ و تبع تابعینؒ نے اس نوعِ تفسیر سے بھی قرآن کی تفسیر کی اور سب سے زیادہ جس نے اس اسلوب کو اپنایا وہ مقاتل بن سلیمانؒ (م ۱۵۰ھ) تھے۔ مقاتلؒ بن سلیمان (م150ھ) تابعی نے اپنی کتاب **وجوہ و نظائر فی القرآن الکریم** میں بعض کلیات کا ذکر کیا ہے دیگر تابعین سے بھی کئی ایک عادات القرآن منقول ہیں جن سے انہوں نے آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر کی ہے ان میں بعض عاداتِ لفظیہ ہیں اور بعض عاداتِ اسلوبیہ جو قرآنی مفہوم و مقصود تک رسائی میں نہایت مددگار ہیں، مثلاً سورۃ الصافات کی آیت ﴿بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ﴾[59]۔ کی تفسیر میں تابعی ضحاکؒ بن مزاحمؒ (م ۱۰۰ھ) کا قول ہے

کل کاس فی القرآن فھو خمر۔[60] ”قرآن میں جتنے کاس کا ذکر ہے وہ خمر ہے“۔

اسی طرح ابن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) سے سورت الانفال کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ نے قرآن میں مطر کا نام صرف عذاب کو دیا ہے۔[61]

اگر اس قول میں بیان شدہ کلیہ کی روشنی میں قرآن میں غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ واقعتاً قرآن میں بارش کے لیے جہاں مطر آیا ہے وہ عذاب کے لیے ہے ہے جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَراً فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ﴾[62] اسی طرح سورۃ الانفال میں کفار کے مطالبہ عذاب کا ذکر یوں فرمایا ﴿فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾[63] سورۃ ھود میں قومِ لوط پر عذاب کے نزول کے بارے میں یوں فرمایا ﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ﴾[64] اور رحمت کے لیے غیث کا لفظ آیا ہے جیسے کہ سورۃ الشوریٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ﴾[65] اسی طرح سورہ الحدید میں فرمان ہے ﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ﴾[66] اسی طرح سورہ الانفال میں غزوہ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی اللہ سے رحمت و نصرت کی دعا اور اس کی قبولیت کا ذکر یوں فرمایا ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾[67]۔ چنانچہ قرآن میں جہاں کہیں مطر لفظ وارد ہو گا، مفسر اس سے رحمت و نصرت جیسے مثبت مفہوم مراد لینے کی خطاء سے محفوظ رہے گا۔

خلاصہ بحث

تفسیر القرآن میں صحابہ ؓ کے بعد تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا مرتبہ ہے امت مسلمہ میں یہی لوگ ہیں جن کے ذریعے صحابہ ؓ کا علمی و تفسیری ورثہ ہم تک پہنچا، اس عہد میں علم تفسیر نے بہت وسعت پائی۔ تفسیر میں وسعت وارتقاء اور تنوع کے باوجود اس کے اصول اور منہج وہی رہے جو صحابہ ؓ کا تھا، چنانچہ صحابہ ؓ کی طرح تابعین و تبع تابعین کے تفسیری ادب میں تفسیر القرآن بالقرآن کا عظیم سرمایہ موجود ہے۔ عامۃ الناس قرآن کے ظواہر کو تو جان سکتے تھے مگر اس کے معانی کی گہرائی کا ادراک نہیں کر سکتے تھے اس لئے رسولِ خدا ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ ؓ اور ان سے فیض یاب تابعین و تبع تابعین معانی القرآن کے ابہامات کو دور فرماتے رہے، یہ تمام تفسیر و بیان بے قاعدہ و بے ضابطہ نہ تھا بلکہ مخصوص اساس پر مبنی تھا جس کے مختلف ذرائع و طریق ہیں جن میں اہم ترین طریق تفسیر القرآن بالقرآن ہے
تابعین نے قرآن سے قرآن کی تفسیر میں مختلف اسالیب اختیار کرتے ہوئے اس بحرِ علم میں غواصی کی ان اسالیب میں تنظیرِ آیات، سیاق سے بیان معانی، مجمل آیات کا بیان جس کی اہم صورتوں میں مثال سے اجمال کی وضاحت، مجمل کو مبین پر محمول کرنا، شے کو اس کی اصلِ کلی کی طرف لوٹانا شامل ہیں، عام کی تخصیص، لوازم ذکر کے توضیحِ معنیٰ، ابہام کی وضاحت، مفہومِ الفاظ کا بیان اور عاداتِ قرآن سے درست مفہوم کا تعین اہم ہیں۔ ان اسالیب کے ذریعے انہوں نے تفسیرِ قرآن میں گراں قدر خدمات سرانجام دی جو ناقابل فراموش ہونے کے ساتھ ابدی ہدایت تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔

عادات القرآن کا تفسیری اسلوب صحابہ و تابعین دونوں کے ہاں ملتا ہے اس عہد میں تفسیر القرآن بالقرآن سے متعلقہ تفسیری روایات کی کثرت کے ساتھ تفسیر کے متعدد اسالیب بھی ملتے ہیں جو نہ صرف تفسیر بالقرآن کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں بلکہ متاخرین کے لئے جواہرِ قرآن تک رسائی کے طریقے بھی ہموار کرتے ہیں۔

1 الترمذی، محمد بن عیسی، ابوعیسی (م۲۷۹ھ)، السنن، کتاب فضائل القرآن عن رسول اللہ علی، باب ماجاء فی فضل القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت (س ن)، ج:۵، ص:۱۷۲

2 البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، (م۴۵۸) ، السنن الصغری، باب في فضل القرآن، مکتب الدار المدینۃ المنورۃ، ۱۹۸۹ء، ج:۱، ص:۵۴۷

3 سورۃ الانعام، 6: ۳۸

4 سورۃ النحل، 16 :

5 سورۃ ص38:

6 اٰل عمران، 3: 164

7 الخضیری، محمد بن عبداللہ بن علی، تفسیر التابعین، دارالوطن للنشر، ریاض (س۔ن)، ج:2، ص:609

8 ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفھانی (م ھ)، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، مطبعۃ السعادۃ- بجوار محافظۃ مصر،

ھ،، ج:3۔ ص:280، حدیث:44

9 المطففین، 14:83

10 الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (م 310ھ)، جامع البيان عن تاويل آي القرآن،

11 البقرہ، 81:2

12 الخضیری، تفسير التابعين، ج:1، ص141

13 العسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر، تهذيب التهذيب، دارالفکر، بیروت، 1984ء، ج:03، ص:246

14 الخضیری، تفسير التابعين، ج:1، ص:143

15 البقرہ، 124:2

16 الطبری، جامع البيان ، ج:01، ص:527۔ الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد (م597ھ)، زاد المسير، المکتب الاسلامی، بیروت، 1404ھ، ج:01، ص:140۔ الشوکانی، محمد بن علی (م1250ھ)، فتح القدير، دارالفکر، بیروت، (س۔ن)، ج:01، ص:139۔

17 البقرہ، 28:2

18 المومن، 11:40۔

19 الطبری، جامع البيان ، ج:01، ص:186۔

20 مریم، 87:19

21 طٰہٰ، 109:20

22 الطبری، جامع البيان ، ج:16، ص:128۔

23 بنی اسرائیل، 110:17

24 الاعراف، 205:07

25 الطبری، جامع البیان ،ج:15،ص:187۔

26 آل عمران،3: 97

27 الطبری، جامع البیان ،ج:04،ص:10۔ الجوزی، زاد المسیر،ج:01،ص:426۔الشوکانی، فتح القدیر، ج:01،ص:364۔

28 آل عمران،3: 97

29 الطبری، جامع البیان ،ج:30،ص:3 20۔

30 آل عمران،3: 24

31 المناوی،محمدعبدالرؤوف(1031ھ)،التعاریف،دارالفکرالمعاصر،بیروت،دمشق،1410ھ،ص251

32 ابنِ فارس،ابوحسین احمد،الصاحبی فی فقه اللغة العربیة و مسائلها و سنن العرب فی کلامها،دارالکتب،بیروت،1998ء،ص:207۔ محمد نورالدین،المنجد،الاشتراک اللفظی فی القرآن الکریم بین النظریه و التطبیق،دارالفکر،دمشق،1999ء،ص:29

33 السیوطی،جلال الدین،عبدالرحمٰن بن کمال(م849ھ)،معترک الاقران،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،1988ء،ص:163

34 المعجم الوسیط،ج:01،ص:74

35 النساء،19:04

36 البقرہ،232:02

37 الطبری، جامع البیان ،ج:04،ص:309۔

38 النوح،15:70

39 الطبری، جامع البیان ،ج:29،ص:96۔ السیوطی،جلال الدین،عبدالرحمٰن بن کمال(م849ھ)،الدر المنثور،ج:08،ص:291

40 الحج،05:22 ،المومنون،13،12،14:23

41 لقمان،34:31

42 الاعراف،187:07

43 الطبری، جامع البیان ،ج:21،ص:88

44 آل عمران،3: 92

45 الدھر،08:76

46 القصص،78:28

47 الطبری، جامع البیان ،ج:20،ص:114

48 الرحمٰن،41:55

49 التوبہ،106:09

50 التوبہ،118:09

51 الطبری، جامع البیان ،ج:11،ص:57

52 النازیات،06:79

53 الزمر،68:39

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

54 البقرہ،22:02

55 الطبری، **جامع البیان** ،ج:1،ص:162

56 راشد بن حمود الثنیان،عادات القرآن الاسلوبیة دراسة تطبیقیہ،دار التدمریہ،السعودیہ،2011ء،ص29۔

57 ابن عاشور ، محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر التونسی(المتوفی: ھ)،**التحریر والتنویر** (مقدمہ)،الدار التونسیۃ للنشر،تونس ھ،ج:۰۱،ص:۱۲۴۔

58 الشنقیطی، محمد الامین بن محمد مختار(م1393ھ)،اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن،دار الکتب العلمیۃ،لبنان،2006ء۔

59 الصافات،45:37۔

60 الطبری، **جامع البیان** ،ج:1 2،ص:36

61 البخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل **الجامع الصحیح**، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانفال،باب ۴۳،رقم الحدیث:4370،دار ابن کثیر،دار الیمامہ،دمشق ھ۔

62 سورۃ الأعراف،07: 84

63 سورۃ الأنفال،08: 32

64 سورۃ ھود،11: 82

65 سورۃ الشوری،26: 28

66 سورۃ الحدید،57: 20

67 سورۃ الأنفال،08: 09